”ظلم“

درحال شہزادہ علی اصغرؑ

سنہ تصنیف 2021

ظلم

1

کلکِ مدحت درِ شبیرؑ پہ خم رکھتا ہوں
اپنی آنکھوں کو غمِ شاہ میں نم رکھتا ہوں
جو عطا علم ہوا اُس کا بھرم رکھتا ہوں
سرحدِ مقتلِ سرور میں قدم رکھتا ہوں

دفترِ مدح سے ایوانِ رثا دیکھوں گا
مسندِ اوج پہ نام اپنا لکھا دیکھوں گا

2

مجھ کو حاصل ہے درِ آلِ نبیؐ کا صدقہ
مجھ پہ بے سایہ نبیؐ کے ہے کرم کا سایہ
مجھ کو تقدیر سے مدحت کا ملا ہے جادہ
ملتا ہے سیدِ سجادؑ سے میرا شجرہ

ہے کرم آل کا، آگاہِ رہِ راستی ہوں
سجدۂ شکرِ خدا ہے کہ قمرؔ عابدی ہوں

3

منقبت شاہِ امم کی مرے حصے آئی
خاک، سرور کے قدم کی مرے حصے آئی
خوب جاگیر، ارم کی مرے حصے آئی
پرورش لوح و قلم کی مرے حصے آئی

لفظ کو فکر کی میزان پہ میں تولتا ہوں
تب کہیں مدحتِ شبیرؑ میں لب کھولتا ہوں

4

اوجِ پروازِ تخیّل کی خبر دے مجھ کو
منفرد فکر، نئی راہ گزر دے مجھ کو
جس میں خود کی ہو ضیا ایسا قمرؔ دے مجھ کو
مرثیہ لکھنے کا اللہ ہنر دے مجھ کو

ظلم کے معنی و مفہوم کو سمجھوں یارب
مرثیہ، ظلم کے عنوان پہ لکھوں یارب

5

ظلم ہاں ظلم ، جسے بانیٔ شر کہتے ہیں
با بصیرت جسے تنگیٔ نظر کہتے ہیں
ظلم وہ جس کو شقاوت کا اثر کہتے ہیں
دیدہ ور جس کو جہالت کا بھنور کہتے ہیں

فکرِ کم ظرف کو یہ اپنی طرف موڑتا ہے
ظلم فطرت کی بنائی ہوئی حد توڑتا ہے

6

حامیٔ مکر، تکبر کا طرف دار ہے ظلم
عہدِ آدم سے ہی نفرت کا پرستار ہے ظلم
فطرتِ بوجہلیت سے شرربار ہے ظلم
خود نمائی کے لئے ہر جگہ تیار ہے ظلم

ظاہراً اِس لئے قد اِس کا بڑا رہتا ہے
ظلم، مظلوم کی میت پہ کھڑا رہتا ہے

7

ظلم کی اپنی روش، اپنی انا، اپنا مزاج
مادیت سے ملا ظلم کو ہر آن خراج
ظلم جس شکل میں کل تھا، ہے اُسی شکل میں آج
ظلم نے رکھا ہمیشہ سرِ مغرور پہ تاج

ظلم کو ہر نئے حربے کی خبر رہتی ہے
ظلم کی تخت پہ ہر آن نظر رہتی ہے

8

ظلم، ظالم کی حکایات سنا دیتا ہے
سامنے جور وستم خود ہی یہ لا دیتا ہے
اپنے بانی کو ہی رسوا یہ کرا دیتا ہے
ظلم، ظالم کا پتہ بڑھ کے بتا دیتا ہے

ہر زمانے میں پشیماں ستم ایجاد ہوا
ظلم پر جس نے بھروسہ کیا برباد ہوا

9

ظلم کی اپنی ہے سرحد نہ علاقہ کوئی
ظلم کی اپنی ہے بستی نہ قبیلہ کوئی
ظلم کا اپنا ہے گھر اور نہ گھرانہ کوئی
ظلم کا اپنوں نہ غیروں سے ہے رشتہ کوئی

بے سبب جیسے یہ غیروں کو قضا دیتا ہے
ویسے ہی اپنے جگر پاروں کے سر لیتا ہے

10

ظلم ہر رنگ میں ہر روپ میں ڈھل جاتا ہے
ظلم موسم کی صفت پل میں بدل جاتا ہے
اعتدال اِس میں نہیں ہے یہ اُبل جاتا ہے
ظلم ڈھانے کے لئے ظلم مچل جاتا ہے

ظلم افکارِ شقاوت کو جلا دیتا ہے
ظلم ہندا ہے کلیجے کو چبا لیتا ہے

11

اِس کی گردش میں سمجھ دار بھی آجاتے ہیں
ظاہری حق کے پرستار بھی آجاتے ہیں
ناسمجھ صاحبِ دستار بھی آجاتے ہیں
ظلم کے حق میں قلم کار بھی آجاتے ہیں

اِس کے در پر سرِ کم ظرف کو جھکتے دیکھا
اسکی ضربات سے دم سینوں میں رکتے دیکھا

12

علم پہ جہل کو سبقت بھی تو اک ظلم ہی ہے
جذبۂ دل کی تجارت بھی تو اک ظلم ہی ہے
شر پسندوں کی حمایت بھی تو اک ظلم ہی ہے
دستِ کم ظرف پہ بیعت بھی تو اک ظلم ہی ہے

ظلم کا حق کے ولی ساتھ نہیں دیتے ہیں
سر کٹا دیتے ہیں پر ہاتھ نہیں دیتے ہیں

13

حق کو ناحق کے مقابل میں اگر لائے تو ظلم
بزمِ ظلمت میں اگر نور نہ برسائے تو ظلم
اپنی تاثیر اگر خون نہ دکھلائے تو ظلم
بے سبب پھول بھی گر باغ میں مرجھائے تو ظلم

خونِ ناحق یہ بہانے کا ہنر رکھتا ہے
ظلم، مظلوم کے تیور پہ نظر رکھتا ہے

14

ہو جہاں چپ کی ہدایت وہاں رونا بھی ہے ظلم
حوصلہ جنگ کے میدان میں کھونا بھی ہے ظلم
ساتھ مظلوم کے انصاف نہ ہونا بھی ہے ظلم
آہ کی گود میں آرام سے سونا بھی ہے ظلم

ظلم ہے جبر کے افکار سے ڈر جانا بھی
بے عمل جینا بھی بے ذائقہ مر جانا بھی

15

حق سے ہر معرکے میں برسرِ پیکار ہے ظلم
بیعتِ نور کا ہر دور میں انکار ہے ظلم
سجدۂ حق میں نمازی پہ ہوا وار ہے ظلم
جو ہے باطل کی طرف دار وہ دستار ہے ظلم

بک گئی گر تو تماشہ یہ بنا دیتی ہے
ظلم کی راہ میں پھولوں کو بچھا دیتی ہے

16

ظلم ہے حق کے لئے لب کا نہ کھل پانا بھی
مقصدِ شر کے تحفظ میں نظر آنا بھی
خصلتِ باطل دشنام کو اپنانا بھی
معرکہ چھوڑ کے میداں سے پلٹ جانا بھی

ظلم ہے خلد کے انعام کو ٹھکرا دینا
حکمِ پیغمبرِ اسلام کو ٹھکرا دینا

17

موجدِ شر ہو اگر شیخ کی تقریر تو ظلم
بے خطا پاؤں میں ہو حلقۂ زنجیر تو ظلم
حلق مظلوم پہ چل جائے جو شمشیر تو ظلم
قتلِ شبیرؑ پہ ہو نعرۂ تکبیر تو ظلم

حق کی باتیں بھی کیا کرتے ہیں اکثر ظالم
مصلحت اوڑھ لیا کرتے ہیں اکثر ظالم

18

منسلک ظلم سے رہتی ہے سیاست اکثر
ظلم کے زور پہ مانگی گئی بیعت اکثر
ظلم ہی بنتا رہا وجہِ بغاوت اکثر
ظلم کی آڑ میں ہوتی ہے حکومت اکثر

عدل و انصاف کی بنیاد ہلا دیتا ہے
ظلم، انسان کو شداد بنا دیتا ہے

19

سورما ظلم پہ تکیہ نہیں کرتے ہیں کبھی
بھاگتے لوگوں کا پیچھا نہیں کرتے ہیں کبھی
اپنے کردار کا سودا نہیں کرتے ہیں کبھی
اپنے دشمن کو بھی رسوا نہیں کرتے ہیں کبھی

خار تو خار ہے، پر باغ کے پھول اپنی جگہ
دشمنی اپنی جگہ اور اصول اپنی جگہ

20

ظلم کوشاں ہے کہ انسان نہ انسان رہے
اپنی تخلیق کے مقصد سے ہی انجان رہے
حامئ جبر و تشدد رہے حیوان رہے
اپنی سیماب طبیعت سے پریشان رہے

ظلم کے سامنے جھک جائے خودی کو رکھ دے
اپنے ہی بھائی کی گردن پہ چھری کو رکھ دے

21

ظلم اپنے ہی کیے ظلم پہ اتراتا ہے
بے اصولی کے اصولوں کو ہی اپناتا ہے
پل میں کچھ، پل میں یہ کچھ اور نظر آتا ہے
ہر گھڑی صبر کی دیوار سے ٹکراتا ہے

ظلم اِس راہ میں پسپا ہی ہوا کرتا ہے
صبر کے ہاتھ یہ رسوا ہی ہوا کرتا ہے

22

ظلم رہتا ہے ہمیشہ رہِ پُر نور سے دور
اپنی فطرت کے سبب جلوہ گہِ طور سے دور
سر کٹانے کے چلن، عشق کے دستور سے دور
انقلابانہ ہر اک جذبۂ رنجور سے دور

احتجاجانہ ہر اک بات سے رُک جاتا ہے
ظلم، تحریکِ مساوات سے رُک جاتا ہے

23

ظلم کو صبر کی حکمت سے بھی خوف آتا ہے
ظلم کو فکر کی وسعت سے بھی خوف آتا ہے
ظلم کو علم کی دولت سے بھی خوف آتا ہے
ظلم کو حق کی قیادت سے بھی خوف آتا ہے

لب کشا ہونے کی تدبیر گلا کاٹتی ہے
ظلم کا، عزم کی شمشیر گلا کاٹتی ہے

24

ظلم کو عدل کی قوت سے بھی ڈر لگتا ہے
ظلم کو خوں کی حرارت سے بھی ڈر لگتا ہے
ظلم کو نورِ ہدایت سے بھی ڈر لگتا ہے
ظلم کو اپنی حماقت سے بھی ڈر لگتا ہے

ظلم، آثارِ مظالم سے ہی ناکام ہوا
اپنے ہی ہاتھوں سے خود اِس کا سر انجام ہوا

25

وقت نے وقت کے دھارے کو بدل ڈالا ہے
پائے ظلمت نے اجالے کو کچل ڈالا ہے
خوش نما پھول کو مالی نے مسل ڈالا ہے
ظلم کے پاٹ نے مظلوم کو دل ڈالا ہے

پست لوگوں کے بھی قد بڑھنے لگے ہیں اب تو
راہزن، راہ بری کرنے لگے ہیں اب تو

26

ظلم کے زور سے ظالم کو اگر تخت ملا
اُس نے تہذیب کے ایوان کو پہلے لوٹا
دستِ انصاف کو زنجیرِ جفا سے باندھا
گر قلم زر سے نہ رک پایا تو اُس کو چھینا

سرکش امتِ مظلوم نے دولت پائی
چاپلوسوں نے حکومت کی رفاقت پائی

27

ظلم کے خوف سے تنہائی بسانے والو
ظلم کے خوف سے مقتل نہ سجانے والو
ظلم کے مدمقابل نہیں آنے والو
دیکھنا حشر، نہ آواز اٹھانے والو

ظلم کی تیغ ہے بے خوف لہو چاٹے گی
لاکھ خاموش رہو پھر بھی گلا کاٹے گی

28

موت کے خوف سے یہ ظلم پرستی کیسی
چہرۂ علم و ہنر پر یہ اداسی کیسی
جانب دارورسن بڑھنے میں سستی کیسی
ظلم کی تیز روی پر یہ خموشی کیسی

لب کشا گر نہ ہوئے اب تو قیامت ہوگی
خامشی ظلم پہ، ظالم کی حمایت ہوگی

29

ظلم بے حِس ہے، کسی کا بھی مددگار نہیں
اِس کا، تاریخ ہے شاہد کوئی کردار نہیں
یہ کسی طور کسی کا بھی مددگار نہیں
ظلم، ظالم کا بھی مونس نہیں، غمخوار نہیں

راز ظالم کی حکایات کے سب کھولتا ہے
مصلحت اِس میں نہیں ہوتی یہ بس بولتا ہے

30

انتہا ظلم کی اِس طرح نظر آتی تھی
رخ پہ بیٹی کے سبب مردنی چھا جاتی تھی
قوم یہ خوف کسی طور نہیں کھاتی تھی
قبر میں بیٹیوں کو زندہ ہی دفناتی تھی

دبدبہ ظلم کا سر چڑھ کے یوں ہی بولتا تھا
حیف ہے کوئی بھی لب اپنے نہیں کھولتا تھا

31

ظلم جب حد سے بڑھا سیدِ ابرارؐ آئے
ساتھ میں اپنے لئے خلق کی تلوار آئے
ظلم سے کرنے دو عالم کو خبردار آئے
انقلاب آگیا جب احمدِ مختارؐ آئے

آپ نے درس دیا، ظلم نہیں سہنا ہے
پیشِ ظالم کبھی خاموش نہیں رہنا ہے

32

آئے سرکار تو پھر وقت کی صورت بدلی
ظلم مانوس طبیعت تھی، طبیعت بدلی
ظلم سے خوف زدہ لوگوں کی طینت بدلی
ظلم سہنے کی جو عادت تھی وہ عادت بدلی

ظلم نے تب نئے انداز سے ڈیرا ڈالا
جسم پر سیدِ ابرارؐ کے کوڑا ڈالا

33

روبرو ظلم کے حق آشنا کردار چلے
اپنے ہونٹوں پہ لئے جرأتِ انکار چلے
راہ کو خون سے کرتے ہوئے گلزار چلے
ہوش مندوں کی جماعت لئے ہشیار چلے

پیٹھ اپنی سرِمیداں یہ دکھاتے ہی نہ تھے
ظلم کے سامنے سر اپنا جھکاتے ہی نہ تھے

34

ظلم خود جال میں اپنے ہی الجھ جاتا ہے
ظلم ہاری ہوئی بازی کو ہی دہراتا ہے
خوف ہر لمحہ، ہر اک بات سے یہ کھاتا ہے
ظلم، مظلوم کی تحریک سے گھبراتا ہے

جاں ہتھیلی پہ لئے جانبِ منزل نکلو
بے جھجک ظلم کے حربوں کے مقابل نکلو

35

آئینہ ظلم کو ہر آن دکھانے والو
پی کے عرفان کی مئے ہوش میں آنے والو
ظلم کے سامنے سر کو نہ جھکانے والو
وقت دیتا ہے صدا جان لٹانے والو

جرأت و عزم کا طوفان اٹھایا جائے
سائے میں پرچم عباسؑ کے آیا جائے

36

ہاں ضروری ہے کہ ظالم کے مقابل آؤ
حق کے حق میں جو دھڑکتا ہو، لئے دل آؤ
لشکرِ عزم میں ہوتے ہوئے شامل آؤ
مثل شبیرؑ لئے سر سوئے قاتل آؤ

ذکر، بت خانۂ باطل میں خدا کا کرلو
رہبری کے لئے رخ کرب و بلا کا کرلو

37

کربلا جس سے زمانے نے ہدایت پائی
کربلا جس سے طبیعت نے متانت پائی
کربلا جس سے خیالات نے وسعت پائی
کربلا جس سے قیادت نے قیادت پائی

کربلا ظلم کو ہر دور میں رد کرتی ہے
اب بھی مظلوم کی بڑھ بڑھ کے مدد کرتی ہے

38

کربلا حق نے چنا ہے جسے سرورؑ کے لئے
جو ذخیرہ ہی ہوئی سبطِ پیمبرؐ کے لئے
حشر تک جو کہ ہے جھولا علی اصغرؑ کے لئے
جس نے پھیلائی ہے آغوش بہتر کے لئے

صبر و ایثار کی آیت ہے زمانے کے لئے
کربلا حق کی علامت ہے زمانے کے لئے

39

کربلا ظلم کی رسوائی کا سامان بھی ہے
بیعتِ کفر سے انکار کا اعلان بھی ہے
مقصدِ شہ کے صحیفے کا یہ جزدان بھی ہے
آدمیت پہ ہوا صبر کا احسان بھی ہے

کربلا، صبر کا مرکز نہ اگر ہو جاتی
داستاں ظلم کی تاریخ میں ہی کھو جاتی

40

کربلا مذہبِ اسلام کی توقیر کا نام
خونِ سرور سے رقم فتح کی تحریر کا نام
گردنِ ظلم پہ چلتی ہوئی شمشیر کا نام
کربلا، معجزۂ حضرتِ شبیرؑ کا نام

خون میں ڈوب کے شبیرؑ کے تعمیر ہوئی
کربلا دین نبی کے لئے اکسیر ہوئی

41

کربلا نے سرِ مغرور جھکا رکھا ہے
خاک میں بیعتِ فاسق کو ملا رکھا ہے
مقصدِ شہ کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
دین کا جتنا اساسہ تھا بچا رکھا ہے

اوج وہ، مان لیا دین نے قبلہ اِس کو
جھک کے کعبے نے کیا شکر کا سجدہ اِس کو

42

کربلا ظلم کی تردید کیا کرتی ہے
حق کے ہی حق میں ہمیشہ یہ صدا کرتی ہے
تازگی دیں کے اصولوں کو عطا کرتی ہے
کربلا صدقۂ شبیرؑ دیا کرتی ہے

لمسِ خاکِ قدمِ شاہِ زمن مانگتے ہیں
کربلا ہی سے خدا والے کفن مانگتے ہیں

43

کربلا آئیے تہذیبِ عبادت کے لئے
کربلا آیئے آدابِ محبت کے لئے
کربلا آیئے بخشش کی ضمانت کے لئے
کربلا آیئے اللہ سے قربت کے لئے

کربلا آئیں گے تو ظلم بھی رسوا ہوگا
فکر کا امتِ مظلوم سے رشتہ ہوگا

44

کربلا وہ کہ جو ہر دور میں ہے حق کی نقیب
کربلا وہ کہ جو مظلوموں کی شہ رگ کے قریب
کربلا وہ جسے شبیرؑ ہوئے حق سے نصیب
کربلا وہ جہاں بلوائے گئے دوست حبیب

کربلا وہ جہاں ہر رشتے نے عظمت پائی
مثل آقا کے غلاموں نے بھی عزت پائی

45

کربلا وہ جسے شبیرؑ نے حکمت بخشی
کربلا وہ جسے شبیرؑ نے شہرت بخشی
کربلا وہ جسے شبیرؑ نے عزت بخشی
کربلا وہ جسے شبیرؑ نے عظمت بخشی

اجڑا اجڑا تھا بیابان، اُسے شاد کیا
کربلا وہ جسے شبیرؑ نے آباد کیا

46

کربلا پرچم حق اب بھی اٹھائے ہوئے ہے
فاصلہ ظلم سے ہر آن بنائے ہوئے ہے
ہاتھ مظلوموں کی جانب یہ بڑھائے ہوئے ہے
یاد عاشور کی سینے سے لگائے ہوئے ہے

اب بھی چشمہ یہاں آہوں کا اُبل آتا ہے
اب بھی سینے سے لہو اِس کے نکل آتا ہے

47

کربلا کیسے بھلا دے بھلا عاشور کا دن
ظلم کی آگ میں تپتا ہوا عاشور کا دن
سایۂ امن و اماں ڈھونڈھتا عاشور کا دن
خون میں ڈوبتا پھر ڈوبتا عاشور کا دن

خنجرِ ظلم سے کٹتا وہ گلا سرور کا
کربلا کیسے بھلا دے وہ سماں محشر کا

48

کربلا گیسوئے غم خاک پہ بکھرائے ہوئے
خود کو مہمانوں کی تعظیم میں دہرائے ہوئے
نقشِ پائے شہِ دیں سینے سے لپٹائے ہوئے
کربلا ظلم کے احساس سے بل کھائے ہوئے

کربلا، مہلتِ شب، حکمتِ سرور کی گواہ
کربلا صوتِ اذانِ علی اکبرؑ کی گواہ

49

ہاں وہی صوتِ اذانِ علی اکبرؑ بخدا
صحنِ عالم میں ہوا جس سے تلاطم برپا
عرش اور فرش سے آنے لگی گریہ کی صدا
جس کو سنتے ہی حرم میں ہوا کہرام بپا

اپنے اشکوں سے غمِ شاہ میں منہ دھوتے ہوئے
خاک پر بیٹھ گئے اہلِ حرم روتے ہوئے

50

سُن کے آوازِ اذاں سیدِ ابرارؑ چلے
ساتھ میں کر کے تیمم سبھی انصار چلے
ذکرِ حق کرتے عبادت کے طلب گار چلے
کرنے پھر سجدۂ معبود وہ دیں دار چلے

حق پرستوں نے اِدھر خاک پہ رکھا سر کو
اہلِ باطل نے اُدھر اور بڑھایا شر کو

51

حق پسندوں کی جماعت تھی مصلے پہ ابھی
شر پسندوں نے اُسی وقت نئی چال چلی
فوج حملے کے لئے شاہ پہ تیار ہوئی
رکھ کے کاندھوں پہ کمانیں نکل آئے شامی

بانیٔ ظلم وستم رن میں بڑھے شہ کی طرف
سیکڑوں تیر بہ یک وقت چلے شہ کی طرف

52

اک قیامت ہوئی ہر سمت بپا ہائے غضب
ظلم نے بابِ ستم کھول دیا ہائے غضب
خون، انصارِ حسینی کا بہا ہائے غضب
مقتل کرب وبلا گرم ہوا ہائے غضب

جسم پر زخم رفیقانِ خدا کھانے لگے
لاش پر لاش شہِ جن و بشر لانے لگے

53

حرُ کے بیٹے کا، کبھی حرُ کا جنازہ آیا
ٹکڑے ٹکڑے کبھی نوشاہ کا لاشہ آیا
کھائے برچھی کبھی احمد کا سراپا آیا
خوں میں ڈوبا کبھی چھ ماہ کا بچہ آیا

لڑکھڑاتے تھے کبھی خاک پہ گر جاتے تھے
سب کی میت کو مگر شاہ اٹھا لاتے تھے

54

ہائے وہ وقت کہ جب میتِ قاسم آئی
بیوۂ حضرتِ شبرؑ پہ قیامت ٹوٹی
پارہ پارہ تھا بدن دیکھ کے ماں رونے لگی
خود کو لاشے پہ گرا کر وہ بصد غم بولی

ہائے کمسن کا بھی یہ حال کیا جاتا ہے
زندگی میں کہیں پامال کیا جاتا ہے

55

وار برچھی کا وہ اکبر کے جگر پر لگنا
خاک پر گرتے ہی ہمشکل نبی کی یہ صدا
لیجئے آخری اب میرا سلام اے بابا
سن کے آوازِ پسر شاہ کا رن میں جانا

جسم، ناگاہ جواں بیٹے کا ڈھلتے دیکھا
خون، منہ سے علی اکبر کو اگلتے دیکھا

56

ٹھوکریں کھاتا ہوا باپ جو رن میں پہنچا
اپنے بیٹے کو سناں کھا کے تڑپتے دیکھا
یا علیؑ کہہ کے جو ٹوٹا ہوا نیزہ کھینچا
ساتھ لپٹا ہوا برچھی کے کلیجہ نکلا

ساتھ شبیر کا، لو چھوڑ دیا اکبرؑ نے
سامنے باپ کے دم توڑ دیا اکبرؑ نے

57

شہ کی ٹوٹی ہے کمر لاش اٹھائیں کیسے
اپنے فرزند کو سینے سے لگائیں کیسے
دور خیمہ ہے ابھی، جائیں تو جائیں کیسے
اپنی امداد کو بچوں کو بلائیں کیسے

لڑکھڑا کر کبھی گرتے ہیں سنبھل جاتے ہیں
لاش اکبرؑ کی اِسی حال میں شہ لاتے ہیں

58

لاش اکبرؑ کی شہِ جن و بشر لے آئے
رن سے تصویرِ نبی خون میں تر لے آئے
منہ کے بل گر پڑے مقتل میں مگر لے آئے
سامنے لیلیٰ کے، لیلیٰ کا پسر لے آئے

ایسا غم ٹوٹا کہ کچھ ہائے سجھائی نہ دیا
ماں کو بیٹے کا جنازہ بھی دکھائی نہ دیا

59

لاش اکبر کی جو دیکھی تو یہ زینبؑ نے کہا
کیا اِسی دن کے لئے پالا تھا تجھ کو بیٹا
دل میں ارمان تھا میں تجھ کو بناتی دولہا
سر پہ سہرے کو تیرے باندھتی آ کر صغرا

دل کے ارمانوں پہ ظالم نے چلائی برچھی
تم نے اکبر نہیں، زینبؑ نے ہے کھائی برچھی

60

لاشِ فرزند پہ سرور نے کہا یہ رو کر
مجھ کو بے رحم مقدر نے ہے ماری ٹھوکر
رہ گیا ہوں میں اکیلا تمہیں کھو کر اکبر
سن کے بابا کی صدا جھولے سے بولے اصغر

ہوں میں چھ ماہ کا پر جنگ کروں گا بابا
آپ کے ساتھ میں، مقتل میں چلوں گا بابا

61

جرأتِ حق کا علم مجھ کو اٹھانا ہوگا
ہاتھ پر آپ کے رن میں مجھے جانا ہوگا
چہرۂ کفر سے پردے کو اٹھانا ہوگا
ظلم کے مدمقابل مجھے آنا ہوگا

دیکھئے جذبۂ ایثار کہاں تک آیا
چھوڑ کر صغرا کی میں گود یہاں تک آیا

62

سِن میں چھوٹا ہوں مگر فتح کا عنوان ہوں میں
انقلابانہ ہر اک فکر کی پہچان ہوں میں
حشر تک ظلم کی رسوائی کا سامان ہوں میں
خشک ہیں ہونٹ ذرا دیر کا مہمان ہوں میں

میرے بابا مجھے منزل کی طرف لے چلیئے
مجھ کو ہنستا ہوا قاتل کی طرف لے چلیئے

63

دیکھ کر جذبۂ قربانیٔ اصغر سرور
آہ بھرنے لگے اور کہنے لگے یہ روکر
مرحبا ، مرحبا اے کرب وبلا کے حیدر
ہاں تمہیں ہاتھوں پہ میں اپنے چلوں گا لیکر

چھاپ تاریخ میں خود اپنی تمہیں چھوڑنی ہے
تم کو منصوبۂ باطل کی کمر توڑنی ہے

64

لیکے اصغر کو چلے جانب مقتل شبیرؑ
جاں بلب تشنہ دہانی کے سبب تھا بے شیر
رن میں لے آئی تھی چھ ماہ کے سن میں تقدیر
گود میں پھر بھی مجاہد نظر آتا تھا صغیر

دبدبہ ایسا، عدو ڈر سے لرز جاتے تھے
اشقیاء سامنے آتے ہوئے گھبراتے تھے

65

رن میں شہ آئے تو اصغر کو دکھا کر یہ کہا
دیکھ لو اہل جفا یہ ہے مرا ششماہا
بھوک سے اِس کی یہ حالت ہے کہ منکا ہے ڈھلا
پیاس کی ایسی ہے شدت کہ دہن ہے سوکھا
جو اِسے چاہئے اے ظلم کے بانی دے دو
مجھ سے ہے جنگ تو اِس بچے کو پانی دے دو

66

سُن کے سرور کی صدا، رونے لگے سب شامی
دیکھ پایا نہ کوئی شاہ کی یہ مظلومی
اِس سے پہلے کہ کوئی دوڑ کے لاتا پانی
ظلم کی چلنے لگی کرب وبلا میں آندھی
کاٹ دے تا کہ کلامِ شہِ والا ظالم
تیرِ سہ شعبہ لئے سامنے آیا ظالم

67

جانبِ تشنہ دہاں ہائے غضب تیر چلا
رن میں چھ ماہ کے بچے پہ یہ کیا ظلم ہوا
وقت سے پہلے قیامت ہوئی رن میں برپا
تیرِ سہ شعبہ گلوئے علی اصغر پہ لگا

منقلب تیر کے لگتے ہی ہوا شہزادہ
مسکراتا ہوا جنت کو چلا شہزادہ

68

حرملا تیرِ ستم نے ترے ڈھائی آفت
ہو گیا اصغرِ ناشاد جہاں سے رخصت
ہاتھ پر باپ کے معصوم نے پائی رحلت
اب ہیں مقتل میں حسینؑ اور ہے ننھی میت

خوں ہے آنکھوں سے رواں شاہ پہ غم طاری ہے
لاش چھوٹی سی ہے لیکن یہ بہت بھاری ہے

69

حشر کا کرب و بلا میں نظر آیا منظر
میتِ اصغرِ معصوم لئے ہیں سرورؑ
خونِ بے شیر کا غازہ بھی کئے ہیں رخ پر
منتظر دیر سے ہے خیمے کے در پر مادر

خوں بھرے ننھے سے لاشے کو لئے جاتے ہیں
دو قدم بڑھتے ہیں پھر شاہ پلٹ آتے ہیں

70

ہو کہاں بانوئے مضطر لو پسر کا لاشہ
اِس نے پانی کے عوض تیر، ستم کا کھایا
خون میں اپنے نہایا ہے تمہارا بچہ
سُن کے سرور کی صدا ماں نے تڑپ کر یہ کہا

مسکرا کر کوئی اِس طرح سے جاں کھوتا ہے
ہائے اِس عمر کا بچہ بھی نحر ہوتا ہے

71

روئی ماں سینے سے لپٹا کے پسر کی میت
کہتی تھی لٹ گئی آغوش کی میرے دولت
دیکھ لے کرب و بلا دیکھ لے میری قسمت
میں کفن بھی نہیں دے پاؤں گی ہائے غربت

جائے گا زیرِ لحد، یوں ہی بدن اصغر کا
خوں بھرا کرتا ہی اب ہوگا کفن اصغر کا

72

اے قمرؔ ظلم نیا سیدِ والا پہ ہوا
پشتِ خیمہ پہ لحد کھودنے آئے آقا
لاش کو روتے ہوئے گود سے بانو کی لیا
گرم تھی ریت بہت پھر بھی اُسے دفن کیا

دفن کے بعد حسینؑ آہ بہم بھرنے لگے
قبر کی خاک کو اشکوں سے ہی نم کرنے لگے